میرے سارے رشتے تم سے ہیں
محمد عرفان سلیم

ہے نام تیرا لب پہ دل عشق کا مارا ہے
اک ذات تری میرے جیون کا سہارا ہے

وہ چاند سا چہرہ اب آنکھوں سے نہیں ہٹتا
شاہکار وہ ایسے ہے مولا نے نکھارا ہے

ہر بار پلٹ آیا میں موت کی وادی سے
جس وقت مجھے تو نے چاہت سے پکارا ہے

بھولے سے سہی لیکن میں یاد تو آتا ہوں
اک ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا ہے

یہ پیار کا رشتہ تو شعلہ بھی ہے شبنم بھی
گر وصل ہو ٹھنڈک ہے فرقت ہو شرارہ ہے

میں موت کی باہوں میں چپکے سے چلا جاؤں
تو غیر کا بن جائے کب مجھ کو گوارا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے سارے رشتے تم سے ہیں

میرے سارے رشتے تم سے ہیں

محمد عرفان سلیم

ممتاز پبلشنگ

110-عرفان چیمبرز، 130-ٹمپل روڈ، لاہور

Ph # 7238501, E-Mail : mumtaz_publishing@hotmail.com

انتساب

میری مرحومہ بہن کے نام
جس کے جانے سے میں اور میری بہنیں
نامکمل لگتے ہیں

محمد عرفان سلیم۔ میرے سارے رشتے تم سے ہیں

نوجوان شاعر محمد عرفان سلیم کی پہلی شعری کاوش "میرے سارے رشتے تم سے ہیں" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ عرفان سلیم کا تعلق بھیرہ سے ہے۔ بھیرہ کی سرزمین بہادروں کا مسکن ہے یہاں علم و ادب کی فراوانی ہے۔ عرفان سلیم اسی روائتی صلاحیتوں کا حامل نوجوان ہے۔۔۔ شاعری جذبات کے اظہار کا لطیف انداز ہے۔ صورت پرستی، حسن پرستی، شاعری کے دربار شوق کا وطیرہ رہا ہے۔۔۔۔ الیکٹرانکس کی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ رجحان مزید پروان چڑھ رہا ہے اس لیے نوجوان شعرا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ عرفان سلیم کی اس کاوش میں داخلی و خارجی حسن کا اظہار ہے وہ حالات کے تھپیڑوں کا مقابلہ کرتے ہوئے محبت کا متلاشی ہے، اسے ایک طرف تو پاؤں میں پڑی زنجیروں سے فگار جسم کو سنبھالنا ہے تو دوسری طرف محبوب کے لیے سب کچھ کر گزرنے کی تمنا ہے، اس کا محبوب اس کی شاعری کا نمایاں کردار ہے۔

عرفان سلیم معاشرے کی بے وفائی کے خلاف احتجاج کرنا چاہتا ہے وہ علم و عرفان کی منازل طے کرنے کا متمنی ہے۔ نثری شاعری میں اس کی تخیل پرواز کا پتہ چلتا ہے، پہلی کاوش میں اس کا خارجی جذبہ زیادہ نمایاں ہے جس نے اسے کم عمری میں دکھوں کا مقابلہ کرنے کا خوگر بنا دیا ہے۔۔ جوانی میں بزرگوں کی باتیں اور کم عمری میں ذہانت کی باتیں عرفان سلیم کی شاعری کا وصف ہے۔۔ فکری اعتبار سے عرفان سلیم زرخیز ہے فنی لحاظ سے ابھی اسے محنت درکار ہے۔۔ مجھے امید ہے کہ اہل علم اس کی پذیرائی کریں گے۔

ہارون الرشید تبسم

۳۔ اگست ۲۰۰۱ء

گورنمنٹ انبالہ مسلم کالج سرگودھا

کٹاؤ کا شاعر ---- عرفان سلیم

دریا میں طغیانی ہو تو وہ اپنے کنارے کاٹنے لگتا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ اسے کونسا کنارا کس طرح کاٹنا ہے۔ بس وہ ایک دھن میں کٹاؤ کیے جاتا ہے۔ انسان کے اندر دکھ کا دریا بھی بدن کے کٹاؤ کے آداب نہیں جانتا۔ عرفان سلیم کا اندرونی دکھ اپنی طغیانی کو سنبھال نہیں پا رہا۔ وہ اسے لفظوں کے کوزوں میں بھرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہیں کہیں اس کے لفظوں سے یہ بات واضح ہوتی دکھائی دیتی ہے لیکن جب طغیانی شدت اختیار کرتی ہے تو عرفان سلیم کے لفظ لفظ نہیں رہتے بلکہ آنسو بن جاتے ہیں۔ اس کی نثری نظم "موت سے کہنا" اس کی عمدہ مثال ہے۔

عباس تابش

"میرے سارے رشتے تم سے ہیں"

جب دل میں گھٹن بڑھ جائے دل دکھوں کا مسکن بننے لگے امیدیں ٹوٹتی اور ناامیدیاں دلیر ہوتی دکھائی دیں۔ سوچوں کے دھارے مظلوم ہونے لگیں حادثے سازشیں کرنے لگ جائیں حوصلے ماند پڑ جائیں من جینے سے اکتا جائے خوشیوں کے فاقے بڑھ جائیں مسکراہٹوں کا قحط پڑ جائے۔ انسان رنج والم کے ملبے میں دب جائے آنکھیں بات بے بات پانیوں سے بھر جائیں کاروان زندگی دشوار رستوں میں پھنس جائے تو تب انسان کو آکسیجن سے زیادہ ایسے ہمدردی کی ضرورت ہوتی ہے جو ان اٹھتی ٹھیسوں۔ ڈوبتی حسرتوں اور ٹوٹتے خوابوں کو سمیٹ لے امید کی کوئی کرن نظر آنے لگے انسان انجانے خوف سے نکل آئے دل کی بے تابیوں کو قرار ملے زندگی میں جب کوئی ایسا مسیحا مل جائے تو دل اندر کی گہرائیوں سے ایسی ہستی سے کہہ اٹھتا ہے

"میرے سارے رشتے تم سے ہیں"

لیکن جب بد نصیبیاں دلوں میں گھر کر جائیں حادثے اپنی سازشوں میں

کامیاب ہو جائیں تو انسان کو دونوں کا بوجھ خود ہی اپنے کندھوں پر اٹھانا پڑتا ہے اور اگر رشتے اور کچے دھاگوں سے باندھ لیے جائیں تو دھاگے سہارا نہیں بنتے ٹوٹ جاتے ہیں۔

"میرے سارے رشتے تم سے ہیں" میری پہلی ننھی چھوٹی کاوش ہے جس نے شاعری کے میدان میں پہلا قدم رکھا ہے لیکن یہ قدم رکھتے ہوئے بہت ڈرا اور سہما سہما سا ہوں کیوں کہ ننگے پاؤں ہوں اور تجربے سے بھی خالی ہوں بس ایک لگن ہے جو مجھے یہ کہہ کر آگے بڑھنے پر مجبور کرتی ہے کہ جب کوئی بچہ سیکھتا ہے تو ننگے پاؤں ہی چلنا شروع کرتا ہے چلتے ہوئے کبھی گرتا ہے تو کبھی سنبھلتا ہے ہر گزرنے والا پل ہی اس کا تجربہ بن جاتا ہے اس بچے کو سنبھالنے والے کچھ دوسرے ہاتھ بھی ہوتے ہیں جو اس کو سہارا دیتے ہیں آپ لوگوں کی محبتیں حوصلہ افزائی اور آپکا اپنا پن ہی مجھے حوصلہ دے گا۔ اگر یہ سب کچھ ملتا رہا تو لکھتا رہوں گا اپنی محبتوں سے ضرور نوازیے گا کہ انہی کی کمی ہے میری زندگی میں۔

محمد عرفان سلیم

Ph: 04521-910429

میرے سارے رشتے تم سے ہیں

خدا کی بارگاہ میں

عقیدہ ہی تو محبت ہے
میری محبت
تجھ سے گہری
میرے عقیدے میں تو ایک
میری محبتوں میں تو جدا
اے خدا!
ہر ایک شے کے خدا!

تیرے حسن کا واسطہ

تیرے جلال کا واسطہ

تیری رحمتوں کا واسطہ

تیری عظمتوں کا واسطہ

ہر واسطے سے بڑا تجھے تیرے یار مسیحؑ کا واسطہ

میری ہمتوں کو تو یوں دے پختگی

تیرے نام پہ میں ہو جاؤں فدا

میرے سارے گناہوں کو تو دے جلا

اے خدا! میرے پیارے خدا!

اے میری ماں

اے میری ماں

میں

تجھے بھول گیا ہوں

ہرگز ایسا نہیں!

میری

کچی نیندیں

میرے

کانوں کی لو

اب بھی
کسی لوری کی آواز کو ترستی ہیں
میری
آنکھوں کے آنسو
اب بھی
تیرے پلو میں جذب ہونے کے منتظر ہیں
میری سبھی کامیابیاں
پھیکی ہیں!!
کہ میرا ماتھا
تیرے ہونٹوں سے لگنے کو پیاسا ہے
اے میری ماں
میں تجھے بھول گیا ہوں
ہرگز ایسا نہیں!

ایک شعر

ہم نے ہر موڑ پہ اپنوں کا بہت ساتھ دیا
یہ الگ بات ہے کچھ لوگ پرائے نکلے

ظالم عشق

عشق ظالم ہے یہ جینے کی سزا دیتا ہے
لیلیٰ وقت کو مجنوں بنا دیتا ہے

کرتا رہتا ہے ہر اک عشق میں لیلیٰ لیلیٰ
جا کے صحرا میں ہواؤں کو صدا دیتا ہے

یہ وہ دریا ہے کہ ہر تیرنے والا اس میں
تیرنا جان کے بھی جان گنوا دیتا ہے

یاد

میری
سانسوں میں لپٹی
میری خامشیوں کے ساتھ
دل کے ویرانے میں
سمٹی سی
خزاں کے پتوں کے درمیان

○

میں نے کب چاہا تو پلکوں پہ بٹھائے رکھتا
بس یہی چاہا تھا تو من میں چھپائے رکھتا

زندگی بھر کا تو ہے ساتھ بہت دور کی بات
پل دو پل ہی سہی تو ساتھ نبھائے رکھتا

دور رہ کے بھی تو سب یاد کیا کرتے ہیں
میں نے کب چاہا تھا تو پاس بٹھائے رکھتا

تو کیا یونہی مجھے چھوڑ کے غیروں کی طرح
میرا بن جانا ترے ناز اٹھائے رکھتا

میری مجروح تمناؤں کی قاتل غربت
مجھ میں کیا تھا جسے تو دل میں بسائے رکھتا

قطعہ

گر بچھڑنا تھا تو پہلے ہی بتایا ہوتا
حوصلہ ہم نے پہاڑوں سا بنایا ہوتا

بات بے بات نکل پڑتے ہیں جو یہ آنسو
ضبط کا درس انہیں ہم نے سکھایا ہوتا

آزاد خیال لڑکی

تو

آزاد خیال لڑکی

میں

محبتوں میں جکڑا پنچھی

اڑنا تھا کام میرا

مگر

جگہ جگہ گھونسلے تم نے بنا ڈالے!

یہ دوریاں سب سمٹ ہی جاتیں

یہ دوریاں سب سمٹ ہی جاتیں
نہ تم نے چاہا! نہ تم نے جانا!
محبتوں کے سفر میں جانم
کٹھن سی وہ اونچی نیچی راہیں
کہ جن پہ چل کے
دکھے ہیں پاؤں

سلگتے تھے

بھی وہ صحرا

کہ جن پہ چلنے کو جسم کانپے

یہ سب سفر اپنی چاہتوں کے

دکھوں کی برسات کے وہ بادل

یہ کٹ ہی جاتے

وہ چھٹ ہی جاتے

نہ تم نے چاہا! نہ تم نے جانا!

یوں بیچ ساگر کی تند لہروں کے

اک بھنور میں پھنسی ہوئی ہے یہ کشتیِ دل

کہ تھم ہی جاتے کبھی یہ طوفاں

کسی بھی ساحل کو پا ہی لیتے

پلٹ کے آتے جو تم کہیں سے

نہ تم نے چاہا! نہ تم نے جانا!

تم ہی سے منسوب تھیں امیدیں

یہ دل کی دھڑکن

وہ خواب سارے

یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہتا

پلٹ کے آنے کا کہہ جو جاتے
دعائیں پھر سے یہ رنگ لاتیں
یہ دوریاں سب سمٹ ہی جاتیں
نہ تم نے چاہا، نہ تم نے جانا!

○

درد کیا ہے آ کے بیماروں سے پوچھ
کون رویا مل کے گلزاروں سے پوچھ

کیوں یہ نم رکھتے ہیں پلکوں کو سدا
یہ کہانی عشق کے ماروں سے پوچھ

کون شب بھر جاگ کر تڑپا کیا
پوچھنا ہے گر تجھے، تاروں سے پوچھ

غم میں ڈوبا جب کوئی نغمہ سنا
کیا قیامت گزری انگاروں سے پوچھ

مسکرانا کتنا مشکل ہے یہاں
ہو سکے تو کے رخساروں سے پوچھ

بیٹھ کے ساحل پہ میں نے کیا لکھا
بہتے دریا کے انہی دھاروں سے پوچھ

میرے سارے رشتے تم سے ہیں

مرے سارے رشتے تم سے ہیں
مری آنکھوں میں جو سپنے ہیں
ان سپنوں میں جو باتیں ہیں
ان باتوں میں تم ہی تم ہو!
مرے سارے رشتے تم سے ہیں
مرے دل میں جو بھی خواہش ہے
ان خواہشوں کا ارمان ہو تم
مری ہر دھڑکن کی جان ہو تم
مرے سارے رشتے تم سے ہیں
مرے جیون کی جو کہانی ہے
اور اس میں جو جو قصے ہیں
ہر قصے کا انجام ہو تم

مرے سارے رشتے تم سے ہیں
میں نے دل کے خون سے رقم جو کی
وہ لکھی گئی تحریر ہو تم
مری نس نس میں جو سمائی ہے
وہ پیاری سی تصویر ہو تم
مرے سارے رشتے تم سے ہیں
دل جس کو سننا چاہتا ہے
وہ سر سے بھرا سنگیت ہو تم
پنوں، فرہاد، مجنوں نے جو کی
مری روح میں اتری پریت ہو تم
کیا سسی، سوہنی، شیریں، لیلیٰ
مرا سب سے سندر میت ہو تم
مرے سارے رشتے تم سے ہیں
کسی مشکل میں جب گھر جاؤں
میں یاد تمہی کو کرتا ہوں
ترے نام پہ اب تک زندہ ہوں
مرے جینے کا سامان ہو تم
مرے سارے رشتے تم سے ہیں
مرے ہر سوال کا جواب ہو تم

مری زندگی بھر کا مہتاب ہو تم

جس سے دنیا مری روشن ہے

وہ چمکتا ہوا مہتاب ہو تم

مرے سارے رشتے تم سے ہیں

مجھے سونے چاندی سے کیا لینا

مجھے چاہیے جو جاگیر ہو تم

مرے پیار کا تم سے وہ رشتہ

میں رانجھا ہوں مری ہیر ہو تم

مرے سارے رشتے تم سے ہیں

○

زندگانی میں ترا زہر پیے جاتا ہوں
یہ کوئی کم ہے کہ مر مر کے جیے جاتا ہوں

دور نفرت میں خموشی سے کسی کے غم میں
تار ارماں کو میں چپ چاپ سیے جاتا ہوں

اپنے سر پر میں لیے جاتا ہوں سارے شکوے
اے زمانے میں ترا ساتھ دیے جاتا ہوں

کچھ نصیبا ہی تھا ایسے کہ عنایت تیری
زخم جو جیسے ملا سنگ لیے جاتا ہوں

نفرتیں گرچہ مقدر میں لکھی ہیں عرفان
میں تو لوگوں کی محبت میں جیے جاتا ہوں

ایک عرصے سے مرا نام بھلایا جس نے
آج تک میں تو وہی نام لیے جاتا ہوں

پاگل پرندے

دیکھو تو جاناں.........!

کتنے پاگل ہیں یہ پرندے

جن پیڑوں کے نیچے

بیٹھ کے تم نے مجھ سے

نہ بھولنے کا وعدہ کیا تھا

ان پیڑوں کے نیچے

کتنے......!

پریمی جوڑے دیکھو
اک دوجے کو پانے کی
سدا ساتھ نبھانے کی
قسمیں مانگے جاتے ہیں
چاند کو گواہ بنا کے
ہمارے پیار کی قسمیں کھا کے
کیسے راستے چن لیتے ہیں
کتنے پاگل ہیں یہ پرندے!

موت سے کہنا

موت سے کہنا
اب کے اس در پہ دستک نہ دے
اندر کوئی نہیں رہتا
اک قبرستاں ہے جو یہاں دفن ہے

اک خالی دروازہ ہے

جو کسی گھر کے ہونے کا بھرم ہے

کہنا کہ

میرے اندر کی سسکیوں کو

کسی زندہ چیز کی سرگوشی نہ سمجھے

اس سے کہنا

خدا کو!!

کسی گرے بے بس وجود پہ

حملہ کرنا پسند نہیں

کہنا کہ

ہتھیار ڈالنے والوں کے لیے

پناہ

اور

معافی کا حکم ہے

موت سے کہنا

پت جھڑ کے موسم میں

گرے پتوں کو مت مسلے

کہ ابھی ــــــــ

ان کے اجڑنے کا سوگ باقی ہے
بخدا موت سے کہنا
اب کے اس در پہ دستک نہ دے!

قطعہ

ہم کہ جب ان کے پاس رہتے ہیں
پیڑ یوں بھی اداس رہتے ہیں

آندھیاں دیکھ کے چلی ہیں جنہیں
سائے کب ان کے پاس رہتے ہیں

○

زخم ہم دل پہ کھائے بیٹھے ہیں
اس کی محفل میں آئے بیٹھے ہیں

جس نے اپنا بنا کے چھوڑ دیا
دل اسی سے لگائے بیٹھے ہیں

ان کی دید سعید کی خاطر
درد ہم سب بھلائے بیٹھے ہیں

نہ جا ہونٹوں کی مسکراہٹ پہ
آنکھوں میں دکھ چھپائے بیٹھے ہیں

ان کو پانے کی آرزو میں ہم
صدمے کیا کیا اٹھائے بیٹھے ہیں

ایک وہ ہے بدل گیا رستہ
ایک ہم ہیں نبھائے بیٹھے ہیں

مختصر نظم

کبھی اس نے کہا
تم
پھول ہو
میں
کانٹا ہوں
کبھی کہا
میں پھول ہوں

ایک شعر

اپنی ذات کے بارے میں سوچوں میں کیسے
ہر لمحہ اک تیری ذات میں گم رہتا ہوں

Scanned by CamScanner

محبت ہو جائے

ہاں مجھے
اک بار پھر سے
کسی سے
محبت ہو جائے
اک بار پھر سے
کسی کو پانے کی آرزو کر لوں
کسی کو کل کی کو اکوا سے
میرا دل پھر مچل جائے
ہاں اک بار پھر
کسی عید پہ میں
عید کارڈ لکھوں
لکھوں اک بار پھر سے

"I Miss You"

کسی نئے سال کی آمد پہ

"نیا سال مبارک" لکھوں

ہاں اب نہ ٹوٹنے کا وعدہ

پھر سے میں کر ڈالوں

کسی کو دیکھ کے

آنکھوں کو ساکت

پھر سے میں کر ڈالوں

زمانہ پھر سے

کسی طور یوں ٹھہر جائے

ہر آتے جاتے سے میں

کسی کا حال پھر پوچھوں

کسی کی یاد میں میری

یہ نیندیں پھر سے اڑ جائیں

کسی تحفہ کے انتخاب میں

میرا دن یوں گزر جائے

کہ ہر اک خوبصورت شے

کسی کے نام پھر کر دوں

خوشی بھولے سے اب کے بار

جب دروازے پہ دستک دے

میں دروازہ کھولتے ہی تھام لوں
اس کاغذ کے ٹکڑے کو
کہ جس میں ہو لکھا تم نے
"جانو تم یاد آتے ہو"
ہاں مجھے اک بار
پھر سے
"تم ہی سے"
محبت ہو جائے!

ہم کب جیتے ہیں

راستے
کچے ہوں یا پکے
فکریں کب گنتی ہیں
ہونٹ
کھلیں یا بند ہوں
دل کب ہنستا ہے
موجیں
رک جائیں یا تھم جائیں
طوفاں کب رکتے ہیں

کوئی

اپنا ہو یا بیگانہ
دکھ کب گھٹتے ہیں
سانسیں
چلتی ہوں یا رکی
ہم کب جیتے ہیں!

میری جواں (مرحومہ) بہن کے نام

موت برحق ہے ہر اک کو آنی ہے
دل کے بہلانے کو سمجھاتے ہیں لوگ
چھوڑ کر جیسے گیا ہے گھر کو تو
اس طرح کیا چھوڑ کر جاتے ہیں لوگ

○

کیا عجب روپ میں ہم نے یہ زمانے دیکھے
اپنے بدلے ہوئے اور بنتے بیگانے دیکھے

جس کو چاہا نہیں پوجا تھا پجاری بن کر
اس کے ہونٹوں پہ کوئی اور ترانے دیکھے

کانپ اٹھتا ہوں میں تنہائی میں رو پڑتا ہوں
کیوں حسیں خواب محبت میں سہانے دیکھے

میں نے جتنے بھی کھلائے تھے امیدوں کے پھول
بجلیاں گرتی رہیں جلتے ٹھکانے دیکھے

ظلم، تنہائی، اداسی، کوئی وعدہ، امید
ہر جگہ پہ لکھے میں نے یہ فسانے دیکھے

خالق ارض و سما تو ہی سہارا دے مجھے
میں جو بھٹکا ہوں تو پھر تیرے ٹھکانے دیکھے

ٹیلی فون

جب کسی ----
ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی ہے!
تو
آواز کی لہروں سے بھی تیز
میرا دماغ
ماضی میں ----
ڈوب جاتا ہے

٭

ٹیلی فون بھی تو

میرے نام سے منسلک ہے

پہلی کال

تمہاری

Hello! I Love You

کی ہی تو تھی

اور آخری کال

"I am sorry"

"میں مجبور ہوں" کی

تب سے

اب تک

میری زندگی میں ایک کمی ہے

جو کسی انگیج فون کی طرح سے

ٹھہر گئی ہے

تم نے

ایسے ریسیور اٹھا دیا ہے

کہ

اب!

کوئی بات نہیں سنتا

کوئی آواز نہیں آتی

کوئی گھنٹی نہیں بجتی

ہاں مگر تب

ایک گھنٹی بجنے والی ہے

شاید

مری سانسوں کی لائن کٹنے والی ہے!

تیرا تبسم، تیری باتیں، میں نے سبھی سنبھالے ہیں
روح ہے اپنی کرچی کرچی آنکھوں میں بھی جالے ہیں

ایک یقین میں بے یقینیاں کتنی بھر کے کہہ گیا
جتنا اب جی چاہے پکارو ہم کب رکنے والے ہیں

مایوسی کی بارشوں نے مری چھت کو یوں ٹپکا دیا
دل ہے ٹھہرا بہتا دریا آنکھیں ندی نالے ہیں

جب سے میرے شہر میں تیرے آنے کی ہے بات چلی
میں نے ہر شب ایسے سجالی چاروں سمت اجالے ہیں

تنہائی کے صحراؤں میں کیسے جیون گزرے گا
بڑا کٹھن ہے سفر جدائی پیروں میں بھی چھالے ہیں

نادان سوچیں

میری سوچیں بھی کیا ناداں تھیں
میں نے کسی ریل میں گھر بسانا چاہا
اڑتے پرندوں سے دوستی کر لی
پانی پہ تصویریں بناتا رہا
ہواؤں کے سنگ سفر کے خواب
گئے مسافروں کے سائے تلاش کیے
میری سوچیں بھی کیا ناداں تھیں

میں نے کس مان سے سمندر پہ بھروسہ کیا
چاند کو بھی تو اتر ہی جانا تھا
پھر جگنو کب رکے ہیں ویرانے میں
تتلیاں پھول چھوڑ کے
بھلا کب کانٹوں پہ بسیرا کرتی ہیں
بن ممتا کی سائبان کے
کون ------؟
اس دروازے پہ دستک دے گا
خوشیوں کو بھی جانا تھا
جو جینے کا بہانہ تھا
دکھ بھی اب منزل کو پہنچے
وقت یہیں رک جانا تھا
میری سوچیں بھی کیا ناداں تھیں

یہ خوشیاں ۔۔۔۔!

یہ خوشیاں
کیوں سفری ہو گئی ہیں
یہ دکھ کھتم سے جو گئے ہیں
محرومیوں کے بلند حصار میں
اک عمر قید ہے
جسے بسر کرنا ہے مجھ کو
میری زندگی ۔۔۔۔!
کسی انگار وادی سے کم تو نہیں
کہ میرا جلا وجود اپنی شناخت کھو بیٹھا
میری شخصیت میں بھی
کئی درازیں پڑ چکی ہیں
کہ روز حادثوں کے

آتش فشاں ہو چکے ہیں
یہی سبب ہے جبھی تو
جو بھی جھانکتا ہے اس ویرانے میں
کسی جہنم کا نام دے کے اسے
کسی جنت کو رخ کرتا ہے
اب تو آنکھوں نے
خواب دیکھنے ہی چھوڑ دیے
انہیں رونے سے فرصت کب ملی ہے
عجب رشتہ ان بارشوں سے ہو گیا ہے
کہ اب دل اور آنکھوں سے برستی ہیں
سبھی موسم غموں کے ہو گئے ہیں
کہ یہ دکھ ختم سے جو گئے ہیں

روگ دل میں وہ پال رکھے ہیں
تیرے سب غم سنبھال رکھے ہیں

دل تری یاد سے بہلتا ہے
حوصلے کیا کمال رکھے ہیں

تو نے یادوں سے بھی ہے رخ موڑا
ناطے ہم نے بحال رکھے ہیں

راس آتی نہیں خوشی ہم کو
غم یوں قسمت نے پال رکھے ہیں

جھیل آنکھیں گلاب سا چہرہ
کیا حسیں خدوخال رکھے ہیں

گیلی لکڑی سے تعلق اپنا
دکھتی روح میں ملال رکھے ہیں

ایک شعر

گھر میں تیرے یہ اجالا نہ ماند پڑ جائے
بس یہی سوچ کے دل کو جلائے رکھتے ہیں

اے مرے مقدر

اے میرے مقدر!!

سن ذرا

کہ

دوستیاں

جو چند گھروندے تھے

مصروف شہر بن گئے ہیں

وہ لوگ اور اپنے لوگ

جو کہتے تھے

تمہارا دل ہی میرا ٹھکانہ ہے

کسی دوسرے دیس بس گئے ہیں

جنم جنم کا ساتھ

سیاسی نعرہ بن گیا ہے

ویران کھنڈروں کے سناٹے

اب ٹوٹ گئے ہیں

وہ جو خشک دریا تھے

بہنے لگے ہیں!!!

مری آس کے دیے

اب گل ہونا شروع ہو چکے ہیں

محبتیں بھی اب انٹرنیٹ پہ ہوتی ہیں

کیلنڈر پہ بھی اب

صدیوں کی تبدیلی آگئی ہے

اک تو ہے

کہ

اب تک نہیں بدلا

اے میرے مقدر

جدائی کا دن

برسات
اس بار
بھیگی رتوں سے کہہ دینا
کہ
اس موسم میں
میرے ہرجائی سے بچھڑنے کا دن ہے
اور

میری آنکھوں نے
بڑے تپاک سے مناتا ہے یہ دن
کبھی بچھڑے ہوؤں کی
یادیں-----
جمع کرکے ہم نے
کئی سال کا قحط مٹاتا ہے اس دن
زمین پیاسی ہے
میں یہ جانتا ہوں مگر
اس دن
زمیں کے چہرے سے آ کے پوچھ لینا
اب کے برسات میں
زمیں کا کوئی ذرہ! کوئی تنکا
تیری راہ تو نہیں دیکھتا
اس لیے کہ یہ دن مرے ہرجائی سے بچھڑنے کا دن ہے

○

جانے کے بعد تیرے ویران ہو گیا ہوں
خالی مکاں کی صورت سنسان ہو گیا ہوں

ڈرنے لگا ہوں اب تو پرچھائیوں سے اپنی
وحشت زدہ کچھ ایسا انسان ہو گیا ہوں

سوز غم محبت دولت سے کم نہیں ہے
جب سے ملی یہ دولت سلطان ہو گیا ہوں

پہچانتے ہیں سارے نسبت سے تیری مجھ کو
ہر انجمن میں تیری پہچان ہو گیا ہوں

الفت میں تیری پہنچا حد جنوں سے آگے
خود اپنے آپ سے بھی انجان ہو گیا ہوں

دو اشعار

بیمار الفت جانے کب ہو جائیں گے رخصت
دیدار یار نہ ہوا تب ہو جائیں گے رخصت

شب فراق گر یوں ستم ڈھاتی رہی ہم پہ
تو نہ آیا تو کسی شب ہو جائیں گے رخصت

○

عجب فرار کے رستوں سے وہ گزرتا تھا
وہ ایک شخص محبت جسے میں کرتا تھا

کسی پکار پہ میری پلٹ کے نہ دیکھا
یہ دل کسی کا شب و روز دم جو بھرتا تھا

پھر اس نے لوٹ لیا ہے سرِ رہِ ہستی
میں آنکھ بند کیے اعتبار کرتا تھا

کوئی خلوص کا رشتہ بھی اس سے نہ جوڑا
ہزار عہد وفا پیار میں جو کرتا تھا

کسی کے کچے مکاں میں وہ کس لیے رہتا
جو شخص محلوں کا بیوپار کیا کرتا تھا

میرے خواب تجھ میں بسے ہیں

میں
خواب میں خواب دیکھوں
خواب میں خود کو
خود میں تمہیں دیکھوں
میں ہنسوں

تو

یوں کہیں تم سے ملا ہوں

یا پھر

خود سے ملا ہوں

کہ

مجھ میں تم ہو

میں کسی باغ میں

ڈھیر سارے پھول چنوں

ہر ایک پھول لگے

ایسے

جیسے تم ہو

میں اپنے خواب میں

کبھی ـــــ

جو آنکھ بند کروں

میں

آنکھ بند کروں تو ـــــ

تمہیں منتظر دیکھوں

جو

آنکھ کھولوں تو ـــــ

تمہارا چہرہ دیکھوں

میں اپنے ہر اک حسن کو تجھ سے نہ حسن میں نہ خدا دیکھوں

میں کھلی آنکھوں بھی دیکھوں تو ۔۔۔۔۔

یہی خواب دیکھوں

کہ جس میں تم ہو

اور

”تم میرے ہو“

میرا آنگن

قسمتوں کا کیا دوش
مقدر سے قسمت بنتی ہے
مقدر کا کیا دوش
مقدر پیشانی پہ چمکتا ہے
پیشانی کا کیا دوش
دکھوں سے بدل جاتی ہے

دکھوں کا کیا دوش

حادثوں سے دکھ ملتے ہیں

حادثوں کا کیا دوش

حادثے تو ہوتے ہیں

شائد "میرا" ملن

حادثوں کو جنتا ہے!

○

اب تو سب ہی خفا سے لگتے ہیں
جو تھے اپنے جدا سے لگتے ہیں

جو وفاؤں کا دیا کرتے تھے درس
اب وہی بے وفا سے لگتے ہیں

ہر قدم پہ نئی چوٹیں نیا دکھ
دل و غم آشنا سے لگتے ہیں

ہو سفر میں یا ہجوم میں کوئی
ہر ہجوم میں تنا سے لگتے ہیں

کوئی تو جینے کا کرے ساماں
خود میں الجھے نا سے لگتے ہیں

آجاؤ

آجاؤ!!!
کہ اب تھک گیا ہوں میں
جیون کے سفر میں
جدائی کی دھوپ

یادوں کی گٹھڑیاں

کبھی کی کھولی بیٹھی ہیں

سامنے بھی

اب پھوٹ نہیں سکتے

وقت اب ٹھہر گیا ہے

لوگ

نظر ڈال کے گزر جاتے ہیں

رات

کتوں کے بھونکنے کی آواز سناتی ہے

وحشتوں نے

شامیانے گاڑ لیے ہیں

ایک میں ہوں

ایک گزری باتیں

پر امید کہیں نہیں ہے

تم جو چلے گئے ہو

تم نے کبھی سوچا

کوئی اکیلا

کس حال میں ہوگا

تم جو چھوڑ آئے تھے

وہ خاموشیاں!!!

ٹوٹی تو نہیں

وہ جو خواب بکھرے تھے

ان کے ریزے چننے والی آنکھیں

اب

پتھرا گئی ہیں

ساری توانائیاں

کھو چکی ہیں

اکثر

دن کو رات کہہ دیتا ہوں

آجاؤ!!!

کہ دردِ محبت کی اب دوا "تم" ہو

تین اشعار

بھولا بسرا بادل جب بھی آتا ہے
آنسو میرے دیکھ کے لوٹ ہی جاتا ہے

گردش میں جب دیکھتا ہے حالات مرے
اپنا کہنے والا چھوڑ ہی جاتا ہے

جانے والے تجھ سے کیا شکوہ کرنا
صبح کا بھولا شام کو لوٹ ہی جاتا ہے

دل میں ہم یادوں کے دیے جلاتے ہیں
مت پوچھو کیسے ہم وقت بتاتے ہیں

ملتے دیکھتے ہیں جب بھی ہم بچھڑوں کو
کیا بتلائیں دل کیسے بہلاتے ہیں

سلگتا رہتا ہوں یہ سوچ کے میں اکثر
بڑھا کے رشتہ لوگ بدل کیوں جاتے ہیں

تیرے ہجر میں گزرے ہر لمحے کی قسم
ہر اک بزم میں تیری بزم سجاتے ہیں

تو نے جتنے ستم روا رکھے ہم پہ
تیری الفت میں سب بھول ہی جاتے ہیں

تیری رسوائی کا سبب نہ بن جائیں
ہم دل ہی دل میں اب اشک بہاتے ہیں

چلے بھی آؤ کہ اب جینا مشکل ہے
تیری یاد کے سائے ڈھلتے جاتے ہیں

نہ دور جانا! نہ چھوڑ جانا!

میں نے کئی بار
رک رک کے جاناں
تمہیں فقط اک بات کہی تھی
کہ کہیں جو دور نکلو
رفعتوں کی بلندیوں پہ

ستاروں کی محفل میں [illegible]

کہیں سے [illegible]

یہ یاد رکھنا

نہ بھول جانا

کہیں پہ پیچھے تمہارے جاناں

دور بہت دور

گیلی سی کوئی

حسرت میں ڈوبی ہوئی نم آنکھ

نایاب ہیروں کے جیسے موتی

تمہاری راہ میں لیے کھڑی ہے

یہی فقط !!

بات یاد رکھنا

کبھی کہیں میں گھر جو جاؤں

ان حادثوں کی رتوں میں جاناں

سنبھال لینا قدم قدم پہ

بکھر نہ جائے

اجڑ نہ جائے

یہ دل کی بستی تم بچا لینا

لپک کے آنا

نہ دیر کرنا

جو ٹوٹ گئے کہیں گھروندے اس کے
نہ بن سکیں گے کبھی دوبارہ
نہ بس سکے گی یہ بستی دل
خیال رکھنا
سنبھال رکھنا
تمہارے ہی نام کے کئی دیئے ہیں
جو اس کو روشن کیے ہوئے ہیں
جو بجھ گئے تو نہ جل سکیں گے
نہ چھوڑ جانا
نہ دور جانا
میں نے کئی بار رک رک کے جاناں
تمہیں فقط یہ بات کہی تھی!

ایک شعر

شام بھولے سے ترے در پہ نہ آنے دیں گے
یوں سحر بن کے ترے سنگ چلیں گے ساجن

بھیگی آنکھیں

ساون بھادوں کے سب موسم
دل کی ٹیسوں کے سب غم
گم سی میں تنہائی کی
وقت کی سرد ہواؤں میں
میری آنکھوں میں بند ہیں

روح میری سسکتی ہے
ہونٹوں کو اپنے قابو کر کے
ضبط کے سارے بندھن باندھے
چہرے پہ مسکان سجائے
جب بھی ------
تیری یادوں سے میں جاگا ہوں
آنکھیں چغلی کھاتی ہیں
اک داستاں سناتی ہیں
میری آنکھیں! بھیگی آنکھیں!

میں پاگل

کل-----
اسی کوے نے منڈیر پہ آکے
کسی پرانی منادی کا اشارہ دیا
میں نے جلدی سے جو نظر دوڑائی
دل کے گھروندے میں پڑی ہر چیز الٹ پلٹ دیکھی
معصوم سی دبی دبی خواہشیں
گرد آلود سوچیں اور ٹوٹتی سانسیں
گلی سڑی زرد دیواریں
سب رنگ پھیکے اور بھدے بھدے

ہر ایک جگہ آنسوؤں سے گیلی
ہر ایک مردہ مردہ شے کو
نئی طرح سے شکل دے جو
میں نے لمحوں میں آباد کیا
تب ہمسائے کی چوکھٹ پہ
کسی دستک کی صدا آئی
کتنی گرمجوشی سے دروازہ کھول کے اس نے
اپنے محبوب کو گلے لگاتے کہا
صبح سے ہی کوے نے تیرے آنے کا سندیسہ دیا
یہ سن کے جو منڈیر پہ میری نظر اٹھی
ہر چیز میرے اندر چھن سے گر پڑی
کیوں میں پاگل نے
سانجھی منڈیر پہ بیٹھا کوا دیکھا

○

ہم تو ہر دم تجھے ملنے کو ترستے رہے
آنکھوں سے کئی ساون مگر برستے رہے

تو کن شاہراہوں میں کھو گیا جان جاں
میرے دل تک آنے کے وہی رستے رہے

لب پہ مرے تجھے پانے کا یوں ورد رہا
بے تابئ دل پہ جگ والے بھی ہنستے رہے

اپنے قصور کے شعور نے پالا کھایا ہے
کسی کے گھر اجاڑے تو کسی کے لٹے رہے

ہم نے مر مر کے تیرے آنے کی راہ تکی
ہر پل ناگ جدائی کے ہمیں ڈستے رہے

○

ہے نام تیرا لب پہ دل عشق کا مارا ہے
اک ذات تری میرے جیون کا سہارا ہے

وہ چاند سا چہرہ اب آنکھوں سے نہیں ہٹتا
شاہکار وہ ایسے ہے مولا نے نکھارا ہے

ہر بار پلٹ آیا میں موت کی وادی سے
جس وقت مجھے تو نے چاہت سے پکارا ہے

بھولے سے کبھی لمحوں میں یاد تو آتا ہوں
اک ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا ہے

یہ پیار کا رشتہ تو شعلہ بھی ہے شبنم بھی
گر وصل ہو ٹھنڈک ہے فرقت ہو شرارہ ہے

میں موت کی باہوں میں چپکے سے چلا جاؤں
تو غیر کا بن جائے کب مجھ کو گوارا ہے

وقت کا بھنور

ہم تو کسی الجھی ہوئی گانٹھ کا حصہ ہی تھے!
بہت جلدی تھی
موسم---
کو بدلنے کی

بہت جلدی تھی اسے بھی چلنے کی

بیمار تو نہ تھے ہم

ہو

تھام لیتا کوئی

ہم تو کسی الجھی ہوئی گانٹھ کا حصہ ہی تھے!

وقت نے کچھ ایسے

لپیٹا ہے منجھدار میں اپنی

خود پہ

جب کبھی

نظر پڑتی ہے تو

لرز سا جاتا ہوں یہ سوچ کے میں

وجود اکیلا ہے میرا

اور

تھپیڑے کتنے!!

ہم تو کسی اجڑی ہوئی خزاں کا قصہ ہی تھے

ہم تو کسی الجھی ہوئی گانٹھ کا حصہ ہی تھے

آواز دی

جدائی کے لمحے
کس قدر کرب ناک تھے
ابھی ہونٹوں پہ
شوخیوں کی سرخی چھانے کو تھی
ابھی دل کے غنچوں پہ
بہار اترنے کو تھی
پھولوں کی ڈنڈیوں نے
ابھی وجود پھیلانا تھا

آنکھ کے بند دریچوں میں
ملن کی گھڑیوں کا
وہ خواب۔۔۔۔
ادھورا ہی تھا
وقت کی آندھی نے
اک قیامت برپا کر دی
دل کی دھڑکنوں کے سارے تار
ٹوٹ کے
اک دوجے میں الجھ گئے
ٹوٹتے سروں سے
فقط ایک آخری صدا گونجی۔۔۔۔
"اپنا خیال رکھنا"
میں نے بھی آواز دی
اس نے بھی آواز دی

دو شعر

بزم سے جانے نہیں دیتا مجھے خالی ہاتھ
میں جو لونوں تو کئی زخم تھما دیتا ہے

نت نئے حوصلے کیوں باندھتا ہے دل میرا
ٹوٹ جانا ہی جب عرفان کی قسمت ٹھہری

قطعہ

دل کو دیکھو گھر کا بھیدی لوٹ گیا
اس کو آخر ٹوٹنا تھا سو ٹوٹ گیا

اس کا جانا تو پہلے ہی سے طے تھا
ہم سے تو بس بات بنا کے روٹھ گیا

یادوں کا سنگم

تو
صبح کے تارے
سن تو سہی
ہم نے بھی رات بتائی ہے

تو۔۔۔۔

روشن تھا انہوں کے سنگ

ہم نے۔۔۔

جل کے

پریت نبھائی ہے

اے رات کی خاموشی

تو نے دیکھا

ہم کیسا سناٹا رکھتے ہیں

تو بھی ہے

اجڑی

اجڑی

ہم تم سے ناتا رکھتے ہیں

اے سرد ہواؤ

تم نے بھی۔۔۔

میری آہوں پہ کبھی غور کیا

کب کی ٹھنڈی پڑ جاتیں

انہیں آنسو گرم رکھتے ہیں

تو۔۔۔۔۔

روشن تھا اپنوں کے سنگ

ہم نے۔۔۔

جل کے

پریت نبھائی ہے

اے رات کی خاموشی

تو نے دیکھا

ہم کیسا سناٹا رکھتے ہیں

تو بھی ہے

اجڑی

اجڑی

ہم تم سے ناتا رکھتے ہیں

اے سرد ہواؤ

تم نے بھی۔۔۔

میری آہوں پہ کبھی غور کیا

یہ

کب کی ٹھنڈی پڑ جاتیں

انہیں آنسو گرم رکھتے ہیں

اے آدم ۔۔۔۔۔۔

اے ہمنواؤ ۔۔۔۔۔

تم رات کا ساتھ نبھاتے چلو

ہم یادوں کے سنگ چلتے ہیں

یہ اداسیاں

میں

ان اداسیوں کو کہاں چھوڑ آؤں

آنکھوں کے پیچھے

تو

پانیوں کی ندیاں ہیں

دل

تواب ----

دھڑکنوں کی گنتی نہیں کرتا

کاش

تو روز ـــــ

فریبی وعدے سنتے ہیں

وطن کے تو

پہلے ہی سے پتے ٹوٹے پڑے ہیں

لیکن

میرے اپنے وجود کے سوا

کوئی بھی تو

انہیں اپناتا نہیں

میں

ان اداسیوں کو کہاں چھوڑ آؤں

○

ہم تو اے دوست ترا اب بھی بھرم رکھتے ہیں
نرم گوشے کئی اس دل میں بہم رکھتے ہیں

لوٹ لیتے ہیں کئی لوگ ترا لے کر نام
لٹ ہی جاتے ہیں بھرم تیرا صنم رکھتے ہیں

جلتے صحرا میں بہاروں کا سماں لگتا ہے
وہ جو بھولے سے مرے در پہ قدم رکھتے ہیں

زخم ہجراں سے وجود اس قدر چھلنی اپنا
رات بھر جاگ کے ہم ان پہ مرہم رکھتے ہیں

تھرتھرا اٹھتی ہیں خاموشیاں ویرانے میں
ذات میں اپنی بڑے دردوالم رکھتے ہیں

○

ہم زباں پہ کوئی شکوہ کہاں لے آتے ہیں
دل جلے ہیں سو یونہی بات کیے جاتے ہیں

گہرے زخموں نے بنایا ہے ہمیں یوں نازک
کہیں چلتی ہو ہوا ہم تو بجھے جاتے ہیں

قہقہے ہونٹوں پہ بکھرے ہیں تو احساس ہوا
اپنے اندر سے بہت تنہا ہوئے جاتے ہیں

یوں لٹے ہم کہ ہوئے بے سر و ساماں اتنے
سانس جینے کو ادھارے ہی لیے جاتے ہیں

لوگ جلتے ہوئے شعلوں کو ہوا دیتے ہیں
نام کے تیرے دلاسے جو دیے جاتے ہیں

ہم کہ پیار کرتے جو ہیں

ہم کہ پیار کرتے جو ہیں
محبت میں کانٹوں کی جھولی بھر کے
ہاتھ میں کشکول اٹھائے
خوشیاں ڈھونڈنے
در در گنگناتے پھرتے ہیں

طوفاں میں لڑکھڑاتے پھرتے ہیں
راستے کانٹوں بھرے ہیں تو کیا
آندھیوں میں سفر کرتے تو ہیں
دکھوں سے لڑتے تو ہیں
ہم کہ پیار کرتے جو ہیں
تیرے در پہ جب بھی آتے ہیں
تیخ پا سرخ چہروں سے
ایسی ایسی سنتے ہیں
جیسے کیسے سنتے تو ہیں
دل ٹوٹتا ہے جو ایسی باتوں سے تو کیا
ہم کہ تم پہ مرتے جو ہیں
تجھے بھلانے کو
مجھے سمجھانے کو
میرے ناصح تسلیاں دینے آجاتے ہیں
کئی کہانیاں سنا کے کہتے ہیں
لوگ ملتے ہیں بچھڑتے بھی تو ہیں
بوجھل بوجھل دکھتی آنکھیں
سپنے ٹوٹے بکھرے ہر پل
پلکوں سے چمٹی رہتی ہیں
آنسوؤں کی مالا بنتی رہتی ہیں

اکثر کہتی رہتی ہیں

یہ سچ ہے

انہونی کو ہونی بنانا مشکل ہے

لیکن -----

جدائیاں گھر میں گھس جو آئیں

تب آنکھیں روتی ہیں

دل ٹوٹتے بھی تو ہیں

جیسے کیسے ہے تیرے نام پہ جیتے تو ہیں

ہم کہ پیار کرتے جو ہیں

قطعہ

تیرے ساتھ کٹے دن رات رکھیں گے یاد
پیار کی تیرے ہر سوغات رکھیں گے یاد

تو رہتا ہے فکر میں روز کے کل کی
ہم ہر گزرے پل کی بات رکھیں گے یاد

○

شوخیِ حسن پہ جب مرتا ہے سارا زمانہ لوگو
بھٹک گیا ہے میرا دل بھی ہے دیوانہ لوگو

شمع پہ جب نظر پڑی تو اور بڑھی بے چینی
چلا ہے کتنے شوق سے مرنے یہ پروانہ لوگو

ہم اس کی بستی میں آ کے یوں اجڑے بیٹھے ہیں
پا کے خبر رہتا ہے بے خبری میں بیگانہ لوگو

O

یہ دنیا ہے اک تماشا یہاں مداری بہت
ظلم یہاں کرتے ہوئے دیکھے ہیں زرداری بہت

تو سر ڈھانپ کے ہی نکلا کر اے حوا کی بیٹی
خونخوار ہیں یہاں درندے اور شکاری بہت

خطرے سے کب خالی ہوگی اس بستی کی بستی
جس کے ہر اک شخص میں آ جائے مکاری بہت

اب تو لٹیرے بھی لگتے ہیں جیسے نجات دہندہ
اس بستی کے باسیوں سے ہوئی ہے مکاری بہت

تو میرے اس ملک کو اپنی پناہ میں مالک رکھنا
اس کے رکھوالوں میں آگئی ہے غداری بہت

انکار نہ کرنا

مجھ سے

بے شک تکرار تم کرنا

مجھ سے لیکن نہ انکار تم کرنا

تم سے مل جاؤں

جو کہیں راہِ سفر میں

جھٹک لینا آنچل

جھپک دینا آنکھیں

ہونٹ بھی اپنے دبا لینا

مجھ سے لیکن نہ انکار تم کرنا

کبھی

ہم تم تھے

تم ہم تھے

راہیں بھی ایک منزلیں بھی ایک

بے وجود صبح و شام میں

تھی ــــــــ

مسافتیں طے ہوئیں

شب و روز کی بھی باتیں

وہ یادیں ــــــــ

جنہیں تم بھلانا چاہو

ان کے بھول جانے کو بے شک تکرار تم کرنا

مجھ سے لیکن نہ انکار تم کرنا

جانے کے بعد تیرے ویران ہو گیا ہوں
خالی مکاں کی صورت سنسان ہو گیا ہوں

ڈرنے لگا ہوں اب تو پرچھائیوں سے اپنی
وحشت زدہ کچھ ایسا انسان ہو گیا ہوں

سوزِ غمِ محبت دولت سے کم نہیں ہے
جب سے ملی یہ دولت سلطان ہو گیا ہوں

پہچانتے ہیں سارے نسبت سے تیری مجھ کو
ہر انجمن میں تیری پہچان ہو گیا ہوں

الفت میں تیری پہنچا حدِ جنوں سے آگے
خود اپنے آپ سے بھی انجان ہو گیا ہوں

گر بچھڑنا تھا تو پہلے ہی بتایا ہوتا
حوصلہ ہم نے پہاڑوں سا بنایا ہوتا
بات بے بات نکل پڑتے ہیں جو یہ آنسو
ضبط کا درس انہیں ہم نے سکھایا ہوتا